جناب پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب (کراچی یونیورسٹی)

امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ کے شیخ علامہ ابن سلام ھرویؒ

ابوعبیداوسعناعلماًواکثرناادباًواجمعناجمعاً انانحتاج الی ابی عبیدوا بوعبید لایحتاج الینا
ابوعبیداعلم منی ومن الامام الشافعی ومن الامام احمدبن حنبل (اسحاق بن راھویہ)

تاریخ کے صفحات دوسری صدی کے نصف آخر اور تیسری صدی کے ربع اول میں ایک ایسی نابغہ روزگار ہستی کا پتہ دیتے ہیں جو اپنے عہد کے عبداللہ بن عباسؓ گزرے ہیں۔ تاریخ بغداد میں عبداللہ بن طاہرؒ کے حوالہ سے (۱۲/۴۱۱) میں لکھا ہے کہ علمائے اسلام چار ہی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے دور کے، امام الشعبیؒ اپنے دور کے، قاسم بن معینؒ اپنے دور کے اور ابو عبید القاسم بن سلامؒ اپنے عہد کے عبقری تھے۔ ابو عبید القاسم بن سلام بغدادیؒ، دراصل خراسان کے شہر ہرات سے تعلق رکھتے تھے۔(۱) اسی لئے بعض مورخین نے ان کے نام کے ساتھ خراسانی اور ھروی لکھا ہے۔(۲) آپ بنی ازد کے غلام تھے بعض نے انصار کا غلام لکھا ہے۔ انکے والد کا نام سلام ہے۔ (یعنی لام کی تشدید کے ساتھ) نہ کہ سلام (لام کی تخفیف سے) ابو الفضل بن العید (۳۶۴ھ) کے ھاں کسی نے ابن سلام (لام کی تخفیف سے) کہا تو علماء بغداد نے اسے برا جانا۔

سلام: ھرات کے کسی شخص کے ہاں غلام تھے۔ رومی الاصل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سلام اور ان کے صاحب زادے ابو عبید اپنے مالک کے بیٹے کے ساتھ مدرسہ گئے اور وہاں استاذ سے جاکر کہا:

"علمی القاسم فانها کیسه"" قاسم کو پڑھائیے یہ بڑے ذہین ہیں"۔ چنانچہ ان کے ان عربی الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اچھی عربی نہیں جانتے تھے جبھی انہوں نے مذکر مونث تک کا لحاظ نہیں کیا۔ علامہ ابو عبید خراسان کے شہر ھرات میں ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے (۳)۔ زبیدی نے ان کا سن ولادت ۱۵۴ھ ذکر کیا ہے (۴)۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے والد گرامی کی خواہش پر بچپن ہی میں ھرات کو خیرباد کہا اور بصرہ و کوفہ کا رخ کیا جو اس دور کے علمی مراکز تھے۔ وہاں آپ نے لغت (عربی)، فقہ، حدیث، علم کلام اور دیگر علوم دور اول کے علماء سے حاصل کئے (۵)۔ طلب

حدیث کیلئے آپ دمشق گئے اور وہاں شیوخ حدیث سے استفادہ کیا (٦)۔
تکمیل علم کے بعد آپ اتالیق مقرر ہوئے چنانچہ بغداد میں شارع بشر وبشیر پر آپ ایک لڑکے کو پڑھایا کرتے تھے۔ پھر آپ خراسان آئے تو ھرثمہ بن اعین کے بچوں کے اتالیق مقرر ہوئے جو الرشید اور المامون کے دور کا معروف فوجی کمانڈر تھا۔ جسے مامون نے ۲۰۰ھ میں قتل کرادیا۔ (٧)
ثابت بن نصر بن مالک الخزاعی شام کے ایک مشہور قائد نے (جو ۱۹۲ھ میں ثغورِ شام کے سرحدی علاقے کے والی بھی رہے) علامہ ابو عبیدؒ کی خدمات اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت کیلئے حاصل کیں۔
چنانچہ ثغورِ شام کی ولایت ملنے پر ثابت بن نصر نے علامہ ابو عبید کو طرسوس کا قاضی مقرر کیا (٨)۔
آپ ۱۸ برس تک اس علاقے کے قاضی رہے پھر ۲۱۰ھ میں دوبارہ بغداد تشریف لے گئے اور وہاں عبداللہ بن طاہر والی خراسان سے ملاقات کی، ابن طاہر نے آپ کی عزت افزائی کی اور دوہزار درہم ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ ابو العباس احمد بن یحیٰ ثعلب کہتے ہیں :
" طاہر بن عبداللہ اپنے والد کی زندگی ہی میں خراسان سے حج کو گیا تو اسحاق بن ابراہیم کے ہاں ٹھہرا پھر اس نے اسحاق کو علماء کی خدمت میں روانہ کیا تا کہ وہ انہیں طاہر سے ملانے کیلئے لائے۔ چنانچہ بعض علماء حدیث وفقہائے کرام ملنے کو آئے ان میں ابن العربی اور علامہ ابو عبید القاسم بن سلام کو بھی حاضری دربار کا پیغام ملا مگر آپ نے کہلا بھیجا کہ : "علم کی طرف جایا جاتا ہے۔ علم کو بلایا نہیں جاتا" اسحاق کو ان کی یہ بات اور پیغام نہایت ناگوار گزرا چنانچہ اس نے عبداللہ بن طاہر کی طرف سے انہیں ملنے والا (دوہزار درھم ماہانہ) وظیفہ بند کردیا اور عبداللہ بن طاہر کو واقعہ کی اطلاع بھی کردی، اس پر عبداللہ نے اسے لکھا' علامہ ابو عبید نے سچ فرمایا اور میں ان کی اس حق گوئی پر ان کا وظیفہ دوگنا کرتا ہوں تم فوراً ان کا سابقہ (رکا ہوا) بھی ادا کرو اور آئندہ بھی (نئی شرح کے مطابق) پابندی سے ادا کرتے رہو" (٩)۔ چنانچہ اس واقعہ کا دونوں حضرات کے تعلقات پر گہرا اثر ہوا اور ایک دوسرے کی قدر افزائی پہلے سے زیادہ ہوگئی۔ اب تو کیفیت یہ ہوئی کہ علامہ ابو عبیدؒ جب بھی کوئی کتاب لکھتے عبداللہ بن طاہر کو تحفتاً اس کا نسخہ بھجوادیتے اور عبداللہ جوابا مال خطیر نذر کرتا (١٠)۔
کہا جاتا ہے کہ علامہ ابو عبیدؒ نے جب اپنی کتاب "غریب الحدیث" مکمل کی اور عبداللہ بن طاہر کو

بھجوائی تو اس نے بڑی تعریف کی اور کہا "ایسے شخص کو اپنی عقل و فہم کے مزید جوہر دکھانے کا موقع ملنا چاہیئے اور اسے فکر معاش سے آزاد کیا جانا چاہیئے۔ چنانچہ اسی کے ساتھ ان کا ماہانہ وظیفہ دس ہزار درہم مقرر ہوا"(۱۱)۔

ابو دلف العجلی (۲۲۸ھ) کو علامہ ابو عبید کے علمی مرتبہ و مقام کا علم ہوا تو اس نے عبداللہ بن طاہر سے درخواست کی کہ دوماہ کے لئے انہیں اس کے ہاں بھیجا جائے چنانچہ علامہ تشریف لے گئے اور دوماہ ابو دلف کو میزبانی کا شرف بخشا' واپسی کے لئے روانہ ہونے لگے تو ابو دلف نے تیس ہزار درہم کا نذرانہ پیش کیا جسے آپ نے یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ "میں ایک ایسے شخص سے متعلق ہوں جو میری تمام ضروریات کا خیال رکھتا ہے پھر کسی اور سے کچھ لینا میرے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے" جب آپ واپس ابن طاہر کے پاس پہنچے تو اسے اس واقعہ کا علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے بھی تیس ہزار درہم پیش کئے جنہیں آپ نے اس کے اصرار پر اس صورت میں قبول کیا کہ وہ رقم کی بجائے کچھ سازو سامان (تحفے تحائف) خرید کر دے تاکہ آپ اپنے وطن جا سکیں' عبداللہ نے ایسا ہی کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ علامہ ابو عبید نے کچھ عرصہ "مرو" میں بھی گزارا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ طاہر ابن الحسین الخزاعی مشہور کمانڈر (۲۰۷ھ) جب خراسان گیا تو اس نے "مرو" میں قیام کیا اور مصاحبوں سے کہا کہ کسی ایسے عالم کو بلائیں جو رات بھر اس کے پاس قیام کرے اور جس سے اس کی مجلس میں کچھ علمی گفتگو ہوتی رہے۔ اسے بتایا گیا کہ یہاں کوئی ایسا بڑا عالم نہیں سوائے ایک شخص کے اور وہ ہیں علامہ ابو عبید۔ چنانچہ علامہ کو پیغام ملا اور وہ تشریف لے گئے' گفتگو کرنے پر پتہ چلا کہ علامہ' عربوں کی تاریخ کے بہت بڑے ماہر ہیں اور نحو و لغت و فقہ کے امام ہیں۔ طاہر نے کہا: آپ کو اس چھوٹے سے شہر میں رکھنا آپ کی قدآور شخصیت کے ساتھ زیادتی ہے۔ ایک ہزار دینار نذر کئے اور کہا ابھی تو میں خراسان کی جنگ میں جا رہا ہوں اور مجھے اچھا نہیں لگتا کہ آپ کو بھی اس سفر کی مشقت میں ڈالوں۔ آپ یہ ہدیہ قبول فرمائیے' واپسی پر اللہ نے چاہا تو ملاقات ہوگی۔ ابو عبید ان دنوں "غریب المصنف" لکھنے میں مصروف تھے۔ طاہر کی واپسی تک آپ نے وہ مکمل کر لی۔ چنانچہ طاہر واپسی پر آپ کو اپنے ساتھ سامرہ لے گیا(۱۲)۔ ۲۱۳ھ میں آپ مشہور محدث

یحییٰ بن معین کے ساتھ مصر تشریف لے گئے جہاں آپ نے تصنیف و تالیف کا کام آگے بڑھایا اور اپنی تصنیفات میں مصر کا تذکرہ بھی کیا۔ مصر کے اس علمی سفر کا حال آپ نے اپنی کتاب "غریب الحدیث" میں بھی کیا ہے۔ حدیث عقبہ بن عامرؓ کی تشریح میں آپ لکھتے ہیں کہ "وہ صبیب (سرخ یا زرد رنگ) کا خضاب استعمال کرتے تھے اور صبیب تلوں کے پتوں کا پانی یا نباتات میں سے کوئی نبات ہے اور مصر میں مجھے بتایا گیا کہ ان کا پانی سرخ ہوتا ہے جس کے اوپر سیاہی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: "نبی اکرم ﷺ نے قِسی پہننے سے منع فرمایا ہے" پھر کہتے ہیں "قِسی ایک لباس ہے جو ریشم سے تیار ہوتا ہے اور مصر سے لایا جاتا ہے" اصحاب حدیث قِسی کو قاف کے زیر اور سین کی تشدید سے پڑھتے ہیں، جبکہ مصری لوگ اسے قَسی (قاف کے زبر اور سین کی تشدید سے) پڑھتے ہیں اور اس کا تعلق ایک شہر سے بتاتے ہیں جس کا نام "القس" ہے علامہ کہتے ہیں میں نے وہ شہر دیکھا ہے (۱۳)۔ ۲۱۹ھ میں علامہ ابو عبید حج کے لئے عازم مکہ ہوئے۔ فریضہ حج ادا کیا۔ واپسی کے لئے سواری کرایہ پر حاصل کی تا کہ عراق جا سکیں۔ صبح سویرے روانگی کا پروگرام تھا۔ رات کو خواب میں دیکھا، نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اس طرح کہ آپؐ تشریف فرما ہیں۔ آپؐ کے آس پاس آپؐ کے پسندیدہ لوگ بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ آ جا رہے ہیں، جو سلام پیش کرتے ہیں اور مصافحہ سے مشرف ہو رہے ہیں، علامہ فرماتے ہیں، مگر میں جیسے ہی قریب ہونے کی کوشش کرتا ہوں روک دیا جاتا ہوں۔ پھر میں لوگوں سے پوچھتا ہوں تم مجھے حضور ﷺ سے ملنے کیوں نہیں دیتے۔ جواب ملتا ہے تم نہیں مل سکتے کیونکہ تم کل عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے ان (لوگوں) سے کہا اگر یہ وجہ ہے تو میں عراق جانے کا ارادہ ملتوی کر دیتا ہوں۔ لوگ مجھ سے وعدہ لیتے ہیں اور پھر مجھے حضور ﷺ سے شرف ملاقات کی اجازت مل جاتی ہے، چنانچہ میں حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کرتا ہوں، حضور ﷺ مجھ سے مصافحہ فرماتے ہیں۔ صبح ہوتی ہے اور میں کرایہ کی سواری واپس کر کے عراق جانے کا ارادہ ترک کر ڈالتا ہوں (۱۴)۔ اسی روز سے علامہ ابو عبید مکہ میں سکونت پذیر ہوئے تا آنکہ وہیں آپ کا انتقال ہوا اور دور جعفر میں محرم ۲۲۴ھ میں تدفین عمل میں آئی (۱۵)۔

بعض مورخین نے آپ کا سن وصال ۲۲۲ھ اور بعض نے ۲۲۳ھ اور ۲۳۰ھ بھی بیان کیا ہے (۱۶) آپ نے ۷۳ برس عمر پائی بعض کے بقول آپ کا انتقال ۶۷ برس کی عمر میں ہوا (۱۷)۔ لیکن زیادہ صحیح روایت ۷۳ برس کی ہے۔ علامہ ابو عبیدؒ نے علوم ادب' لغت' حدیث اور قرأت اپنے دور کے ممتاز عراقی و شامی علماء سے حاصل کئے۔ آپ کے بعض مشائخ (اساتذہ) کے اسماء گرامی (بترتیب حروف تہجی) حسب ذیل ہیں:-

(۱)۔ شیخ الاحمر علی بن المبارک (م ۱۹۴ھ) (۲)۔ شیخ اسحاق بن یوسف الازرق (م ۱۹۵ھ)
(۳)۔ شیخ اسماعیل بن جعفر (م ۱۸۰ھ) (۴)۔ شیخ اسماعیل بن علیہ الاسدی (م ۱۹۳ھ)
(۵)۔ شیخ اسماعیل بن عیاش (م ۱۸۱ھ) (۶)۔ شیخ الاصمعی ابو سعید عبدالملک بن قریب (م ۲۱۶ھ)
(۷)۔ شیخ ابن الاعرابی ابو عبیداللہ محمد بن زیاد (م ۲۳۱ھ) (۸)۔ شیخ الاموی یحییٰ بن سعید (م ۱۹۴ھ) (۹)۔ شیخ ابو بکر بن عیاش (۱۹۳ھ) (۱۰)۔ شیخ جریر بن عبدالحمید (م ۱۸۷ھ) (۱۱)۔ شیخ حجاج بن محمد (م ۲۰۶ھ) (۱۲)۔ شیخ حفص بن غیاث (م ۱۹۴ھ)
(۱۳)۔ شیخ حماد بن مسعدۃ (م ۲۰۱ھ) (۱۴)۔ شیخ ابو زیادہ الکلابی یزید بن عبداللہ بن الحر (سن وفات معلوم نہیں ہو سکا) (۱۵)۔ شیخ ابو زید الانصاری سعید بن اوس (م ۲۱۴ھ) (۱۶)۔ شیخ سعید بن الحکم بن ابی مریم المصری (م ۲۲۴ھ) (۱۷)۔ علامہ سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ) (۱۸)۔ شیخ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن حماد (م ۲۵۲ھ) (۱۹)۔ شیخ سلیم بن عیسیٰ (م ۱۸۸ھ) (۲۰)۔ الامام الشافعی محمد بن ادریس (م ۲۰۴ھ) (۲۱)۔ شیخ شجاع بن ابی نصر (م ۱۹۰ھ) (۲۲)۔ شریک بن عبداللہ القاضی (م ۱۷۷ھ) (۲۳)۔ شیخ صفوان بن عیسیٰ القسام (م ۲۰۰ھ) (۲۴)۔ عباد بن عباد المھلبی (م ۱۸۱ھ) (۲۵)۔ عبدالاعلیٰ بن مہر بن عبدالاعلیٰ الغسانی (م ۲۱۸ھ) (۱۸)۔

علامہ ابو عبید مہندی کا خضاب کرتے تھے۔ سرخ ڈاڑھی اور سرخ (سر کے) بالوں والے تھے۔ ان کے چہرے سے ہیبت و وقار چھلکتا تھا۔ نہایت عبادت گزار اور کثیر المطالعہ تھے۔ آپ نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ابو بکر بن الانباریؒ کہتے ہیں کہ "ان کی راتیں' عبادت اور مطالعہ میں گزرتیں تہائی رات یا اس سے بھی کم آرام فرماتے" (۱۹)۔ آپ کا حافظہ قوی اور

یاداشت بڑی عمدہ تھی۔ آپ کے ایک شاگرد ابو منصور نصر ابن داؤد صاغانی کہتے ہیں "ابو عبید فرمایا کرتے تھے کہ ایک نشست میں پچاس حدیثیں یاد کرلینا میرے لئے چنداں مشکل نہ تھا" (۲۰)۔

آپ اپنے اساتذہ و شیوخ حدیث کا حد درجہ احترام کرتے اس کی ایک مثال خود ان کا یہ قول ہے کہ میں نے کبھی کسی استاذ یا شیخ حدیث سے ملاقات کرنا چاہی تو ان کے دروازے پر جا کر ان کے از خود باہر آنے کا منتظر رہا اور دروازہ کھٹکھٹانا یا دستک دینا سوئے ادب سمجھا۔ اس سلسلہ میں میں نے ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھا "ولوانهم صبرواحتى تخرج اليهم لكان خيراً لهم" (کہ اے نبی علیہ ﷺ ان کیلئے بہتر ہوتا اگر وہ آپکے باہر تشریف لانے تک صبر سے انتظار کرتے) (۲۱)۔ آپ کی علمی دیانتداری کا اندازہ اس قول سے کیا جاسکتا ہے جو ان کے ایک شاگرد عباس بن محمد الدوریؒ نے بیان کرتے ہوئے کہا "میں نے علامہ ابو عبید کو فرماتے سنا کہ شکرِ علم کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی بات آپ نہ جانتے ہوں پھر آپ کو معلوم ہو جائے اور وہ بات آپ لوگوں سے بیان کریں تو اس اعتراف کے ساتھ بیان کریں کہ مجھے بھی اس کا علم نہیں تھا تا آنکہ فلاں صاحب نے مجھے اس اس طرح یہ بات سکھائی یا سمجھائی اور یوں میرے علم میں یہ بات آئی" (۲۲)۔

آپ کے اقوال زریں میں سے یہ ہے کہ آپ فرماتے تھے "متبع سنت شخص ایسا ہے جیسے آگ پر قابو پانے والا اور میرے نزدیک اتباع سنت فی زمانہ اللہ کی راہ میں (جہاد میں) تلوار چلانے سے بھی زیادہ افضل ہے۔" علامہ ابو عبید نے اپنی زندگی میں اور بعد از وصال زبردست شہرت پائی آپ کے اپنے اور بعد کے ادوار میں ہمیشہ آپ کو اچھے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ آپ کی شہرت ایک متقی، زاہدِ شب زندہ دار، کریم النفس، مجسمہ اخلاق کریمانہ، فاضل علوم و فنون، تصنیف و تالیف کے دھنی اور اجتہاد و تبحر علمی کے مالک شخص کی شہرت تھی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ علامہ ابو عبید استاذ ہیں اور آپ کے علم و فضل کی وجہ سے روز بروز آپکی قدر و منزلت ہم پر واضح ہو رہی ہے (۲۳)۔

سنن ابی داؤد کے جامع علامہ ابو داؤد سلیمان اشعث سے علامہ ابو عبیدؒ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا! "وہ ایک امین و ثقہ عالم ہیں" معروف محدث و اسماء الرجال کے عالم یحیٰ بن معین

سے کسی نے پوچھا کہ "ابو عبید سے روایت حدیث لینا کیسا ہے ؟ آپ نے جواب دیا مجھ سے ابو عبید کے بارے میں پوچھتے ہو ؟ وہ تو ایسی شخصیت ہیں کہ ان سے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے' پھر کہا میں اصمعی کے پاس تھا کہ ابو عبید تشریف لائے' علامہ اصمعی نے انہیں آتا دیکھ کر کہا' جانتے ہو آنے والا کون ہے ؟ موجودین نے کہا ہاں' اصمعی نے کہا کہ جب تک یہ شخص زندہ ہے لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا (۲۴)۔ ابراہیم الحربیؒ ان کے بارے میں کہتے ہیں : "ابو عبیدؒ تو ایسے تھے جیسے پہاڑ میں روح پھونک دی گئی ہو اور اسکی ہر شئی بھلی لگ رہی ہو" (۲۵)۔ قاضی احمد بن کامل کہتے ہیں "علامہ ابو عبید القاسم بن سلام اپنے مذہب و علم میں انتہائی فاضل تھے' ربانی قسم کے عالم تھے' علوم و فنون اسلامی کے ماہر' قرآن و سنت اور فقہ کے متبحر عالم' ثقہ راوی' ایسے ثقہ کہ آج تک کسی نے انکی ثقاہت میں طعن نہیں کیا (۲۶)۔ الجاحظ نے کتاب المعلمین میں انکا ذکر اس طرح کیا ہے :

"وہ معلمین میں سے اور پھر فقہاء محدثین میں سے تھے۔ ان کا شمار ماہرین علم نحو میں بھی تھا اور وہ ان علماء میں بھی شامل تھے جو کتاب و سنت' ناسخ و منسوخ' غریب الحدیث اعراب القرآن کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ جن لوگوں نے علم کے متعدد اصناف میں کتابیں لکھی ہیں علامہ ابو عبید القاسم بن سلامؒ ان لوگوں میں سر فہرست ہیں۔ آپ ایسے ادیب تھے کہ ان کی طرز پر علم و ادب کی مفید تالیفات کم ہی لوگوں نے لکھی ہوں گی" (۲۷)۔ ابن درستویہ ان کے بارے میں کہتے ہیں "آپ بغداد کے محدثین اور کوفیوں کے نظریات پر علم نحو کے زبردست عالم تھے' لغت کے راویوں میں تھے اور قرأت میں بصرہ کے علماء سے منفرد تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہے جو فنون کثیرہ میں لکھنے والے اور شہرت پانے والے تھے۔ آپ صاحب فضل و مجد اور عابد و زاہد صاحبِ مذہب تھے (۲۸)۔

ابو العباس احمد بن یحییٰ ثعلب کا خیال ہے کہ اگر ابو عبید بنی اسرائیل میں ہوتے تو ان کی شان کچھ اور ہی ہوتی (۲۹)۔ ھلال بن العلاء العراقی کہتے ہیں "اللہ نے اس امت پر چار اشخاص کا انعام فرمایا جو اپنے زمانہ کے عبقری تھے' ایک تو امام شافعیؒ کہ جن کی فقہِ حدیث قابل داد ہے۔ دوسرے امام احمد بن حنبلؒ کہ جنہوں نے صبر و استقامت سے فتنوں کا مقابلہ کیا' اگر آپ نہ ہوتے تو لوگ کفر کا شکار ہو جاتے' تیسرے یحییٰ بن معینؒ کہ جنہوں نے احادیث رسول ﷺ کو کذب سے

محفوظ کیا اور چوتھے ابو عبید القاسمؒ بن سلام کہ جنھوں نے غریب الحدیث کو بیان کیا اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ گمراہ ہو جاتے (۳۰)۔ علاوہ ازیں 'ابو قدامہ' ابن راھویہ' عبداللہ بن طاہر' ابن حبان' حاکم الازہری' الدانی' ابن الجزری' ذھبی 'الداودی ودیگر مشاہیر علماء و مشائخ رحمہم اللہ نے علامہ ابن سلامؒ کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ آپ نے تالیفات کا انبار ورثہ میں چھوڑا۔ ان میں سے بیشتر علوم قرآن کریم' علوم حدیث شریف' لغت' امثال' انساب اور تراجم پر مشتمل ہیں۔ ابن درستویہ کے مطابق آپ کی پچیس سے زائد مصنفات علوم قرآن' فقہ' غریب الحدیث' امثال' معانی الشعر اور غریب المصنف کے موضوعات پر ہیں (۳۱)۔

علامہ ابن ندیم نے اور علامہ ابن خلکان نے آپ کو صاحب تصانیف کثیرہ لکھا ہے (۳۲)۔

ابو طیب لغوی کا خیال ہے کہ چونکہ آپکی تالیفات کو سرکاری سطح پر سراہا جاتا تھا اس لئے آپکی تالیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے (۳۳)۔ آپکی بعض معروف کتابوں کے اسماء 'ابن ندیم نے الفہرست (ص ۱۱۲) میں ذکر کئے ہیں نیز انباہ الرواۃ (جلد ۳' ص ۲۲) میں' معجم الادباء (ج ۱۶' ۲۶۰) میں وفیات الاعیان (ج ۴' ص ۶۳) میں' عیون التواریخ (ص ۲۸۸) میں' مراۃ الجنان (ج ۲' ص ۸۸) میں اور کشف الظنون (جلد ۲' ص ۱۳۸۵) میں آپکی تالیفات کا ذکر ملتا ہے۔ ہم اختصار کے پیش نظر صرف چند مصنفات کا ذکر کرتے ہیں۔ الاحداث' آداب السلام' ادب القاضی' استدراک الغط' الامثال السائرہ' الاموال' انساب الخلیل' الایمان والنذور' الحجر والتفلیس' الحیض' الخطب والمواعظ' الشعراء' شواہد القرآن الطلاق' الطہارۃ' عدد آی القرآن' غریب الحدیث' غریب القرآن' الغریب المصنف' فضائل الفرس' فضائل القرآن' القراءت' القضاء و آداب الحکام' کتاب الایمان و معالمہ وسننہ واستکمالہ ودرجاتہ' کتاب النحو' المجاز فی القرآن' المذکر والمونث' معانی القرآن' فضائل الفرسان' المقصور والحدود' الناسخ والمنسوخ' النسب' نصوص فی الحج' النکاح (۳۴)۔

<u>علامہ کے تلامذہ :</u> علامہ کے تلامذہ کی تعداد کا تعین مشکل امر ہے۔ انکے بعض تلامذہ نے علم و فن کے میدان میں بڑی شہرت پائی۔ اسماء الرجال کی کتب میں انکے تلامذہ کے احوال بڑی

شرح وبسط سے مذکور ہیں۔ علامہ کے علمی مرتبہ ومقام اور ان کی شہرت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ان کے تلامذہ میں صحاح ستہ کے بعض مؤلفین' تاریخ ورجال کے ماہرین' لغت وادب کے ائمہ اور فقہ وفتاویٰ کے مصنفین کے نام آتے ہیں۔ ان کے مشہور تلامذہ میں امام احمد بن حنبل' امام بخاری' یحییٰ بن معین' امام ترمذی' امنام ابوداؤد سجستانی' علامہ البلاذری' علامہ التغلبی' علامہ الدارمی' ابن ابی الدنیا' امام علی بن عبدالعزیز البغوی' شیخ ابوالحسن الطوسی رحمہم اللہ جیسے اکابر علماء موجود ہیں (۳۵)۔

رب قدیر وکریم حضرت ابو عبید القاسم بن سلام کی مرقد پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

﴿مصادر ومراجع﴾

(۱)۔ ابن ندیم' الفہرست۔ ص ۱۱۲' مطبوعہ مصر القاہرۃ' ۱۳۴۸ھ۔ نیز۔ الخطیب البغدادی' تاریخ بغداد ج ۱۲' ص ۴۰۳' مطبوعہ مصر ۱۹۳۱ھ۔ ابن سعد۔ طبقات ابن سعد' ج ۷ ص ۳۵۵' مطبوعہ سخاو۔ لیڈن۔ ۱۹۰۹م۔ (۲)۔ الذہبی' تذکرہ الحفاظ' مطبوعہ حیدر آباد دکن' ۱۹۵۷م۔ نیز۔ تاریخ بغداد۔ ج ۱۲' ص ۴۱۵' طبقات ابن سعد' ج ۷' ص ۳۵۵۔ (۳)۔ ابن عساکر' تاریخ مدینہ دمشق' حرف قاف' دارالکتب المصریہ۔ (۴)۔ ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ۴ ص ۶۲ مطبوعہ مصر۔ (۵)۔ روڈلف زلھائم' الامثال العربیہ القدیمہ' ص ۷۸ مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء۔ (۶)۔ ابن عساکر' تاریخ مدینہ دمشق' (حرف قاف) نیز۔ الداودی' طبقات المفسرین مطبوعہ القاہرۃ ۱۹۷۲ء۔ (۷)۔ ابن الاثیر' الکامل وتاریخ بغداد' ج ۱۲' ص ۴۰۴۔ نیز۔ القفطی' انبار الرواۃ علی انباہ النحاۃ' مطبوعہ' مصر ۱۹۷۳ء۔ (۸)۔ ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ۴' ص ۶۱' نیز۔ یاقوت الحموی' معجم الادباء' ج ۲ ص ۲۵۴۔ مطبوعہ احمد فرید' مصر ۱۹۳۶ء۔ نیز۔ ابن عماد الحنبلی' شذرات الذہب' ج ۲' ص ۵۵' مطبوعہ مصر ۱۳۵۰ھ۔ و۔ امام نووی' تہذیب الاسماء واللغات' ج ۲' ص ۲۵۷' مطبوعہ القاہرہ۔ و۔ ابن ندیم' الفہرست' ص ۱۱۲ (۹)۔ ابن عساکر' تاریخ دمشق (حرف قاف) نیز۔ انباہ الرواۃ' ج ۳ ص ۱۷' معجم الادباء' ج ۱۶ ص ۲۶۰۔ (۱۰)۔ القفطی' انباہ الرواۃ' ج ۳ ص ۱۳۔ ابن عساکر' تاریخ دمشق (حرف قاف)۔ ابن الانباری' نزھۃ الالباء' ص ۱۳۸' مطبوعہ القاہرہ' مصر ۱۹۶۸ء۔ الیاقوت' معجم الادباء' ج ۱۶' ص ۲۵۵۔ ابن کثیر' البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۲۹۱' مطبعۃ السعادہ' القاہرہ۔ (۱۱)۔ نزھۃ الالباء' ص ۱۳۸' معجم الادباء ج ۱۶' ص ۲۵۵' البدایہ والنہایہ' ج ۱۰' ص ۲۹۱' تاریخ دمشق (حرف قاف) انباہ الراۃ' ج ۳ ص ۱۵۔ (۱۲)۔ الصحاح (قس) ج ۲' ص ۹۶۰۔ ابو عبید القاسم بن سلام' غریب الحدیث' ج ۱' ص ۲۳۶' مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۶۷ء۔ (۱۳)۔ ابوبکر زبیدی' طبقات النحویین واللغویین' ص ۲۲۹' القاہرہ ۱۹۴۸ء۔ ابن عماد الحنبلی' شذرات الذہب' ج ۲ ص

۵۵'القاہرہ ۱۳۵۰ھ۔ محمد بن شاکر الکتبی 'عیون التواریخ' ص ۲۸۸۔ دارالکتب المصریہ۔ ابن قاضی شہبہ' طبقات ابن قاضی شہبہ' ج ۲ ص ۲۲۴۔ دارالکتب المصریہ۔ (۱۴)۔ البخاری 'التاریخ الکبیر' ج ۴ (۱) ص ۱۷۲' مطبوعہ حیدر آباد دکن' ۱۳۶۰ھ۔ الزبیدی' طبقات النحویین واللغویین' ص ۲۱۹' القاہرہ ۱۹۵۴ھ۔ ابن حجر' تہذیب التہذیب' ج ۸ ص ۳۱۵' حیدر آباد دکن' ۱۳۲۶ھ۔ (۱۵)۔ خطیب' تاریخ بغداد' ج ۱۲ص ۴۱۵۔ نزہۃ الالباء' ص ۱۴۱۔ انباہ الرواۃ' ج ۳ص ۲۰۔ بن مکتوم' تلخیص اخبار النحویین' ص ۱۹۲' دارالکتب المصریہ۔ (۱۶)۔ السیوطی' بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ' ج ۲ص ۲۵۴' القاہرہ ۱۹۶۴ء۔ نیز ابن الجزری' طبقات ابن الجزری' ج ۲' ص ۱۸' القاہرۃ ۱۹۳۵ء۔ نیز ابو الغداء' تاریخ ابو الغداء' ج ۲' ص ۳۶' مکتبہ النہضہ مصر۔ نیز ابن حجر عسقلانی' تہذیب التہذیب' ج ۸ ص ۳۱۵' مطبوعہ حیدر آباد دکن۔ (۱۷)۔ خطیب بغدادی' تاریخ بغداد' ج ۱۲ص ۴۰۴۔ نیز السبکی' طبقات الشافعیہ' ج ۱ص ۲۷۰' مطبوعہ القاہرہ ۱۳۲۴ھ۔ نیز ابن خلکان۔ وفیات الاعیان۔ ج ۴' ص ۶۱۔ (۱۸)۔ السبکی' طبقات الشافعیہ۔ ج ۱' ص ۲۷۱۔ نیز محمد بن شاکر الکتبی' عیون التواریخ' ۲۸۹' دارالکتب المصریہ خطیب' تاریخ بغداد' ۱۲ص ۴۰۸۔ (۱۹)۔ الزبیدی' طبقات النحویین واللغویین۔ ص ۲۱۸۔ القاہرۃ ۱۹۵۴ھ۔ (۲۰)۔ الداودی۔ طبقات المفسرین' ج ۲ص ۳۶۔ القاہرۃ ۱۹۷۲ء۔ (۲۱)۔ المزی ج ۴' ص ۱۳۹۔ الداودی ج' ۲ / ص ۳۹ تاریخ دمشق (حرف قاف)۔ (۲۲)۔ المزی' تذہیب الکمال ۵۵۵۔ عیون التواریخ ۲۸۸۔ تاریخ بغداد' ج ۱۲ / ص ۴۱۴۔ (۲۳)۔ تلخیص ابن مکتوم۔ ص ۱۹۲' نزہۃ الالباء ص ۱۴۱۔ انباہ الرواۃ ج ۳ / ص ۲۱۔ (۲۴)۔ وفیات الاعیان ج ۴ / ۶۱۔ تہذیب التہذیب ج ۸ / ص ۴۱۶۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۰ / ص ۲۹۲۔ (۲۵)۔ بغیہ الوعاۃ' ج ۱۶ / ص ۲۵۳۔ روضات الجنات ۵۴۶' مرآۃ الجنان' ج ۲ / ص ۸۴۔ (۲۶)۔ معجم الادباء' ج ۱۶' ص ۲۵۵۔ طبقات النحویین واللغویین' ص ۲۱۷۔ (۲۷)۔ الدوادی' طبقات المفسرین' ج ۲ص ۴۳ تاریخ بغداد' ج ۱۲' ص ۴۰۴۔ (۲۸)۔ تاریخ دمشق (حرف قاف)۔ تلخیص ابن مکتوم ۱۹۲۔

(۲۹)۔ وفیات الاعیان' ج ۴ / ص ۶۱۔ نزہۃ الالباء' ص ۱۴۰۔ تاریخ بغداد ج ۱۲ / ص ۴۱۱۔

(۳۰)۔ نزہۃ الالباء' ص ۱۳۷۔ وفیات الاعیان ج ۴' ص ۶۱' معجم الادباء' ج ۱۶' ص ۲۶۴۔

(۳۱)۔ ابن ندیم' الفہرست' ص ۱۱۳۔ (۳۲)۔ مراتب النحویین' ص ۹۴۔ السبکی' طبقات الشافعیہ ج ۱ / ص ۲۶۰۔ (۳۳)۔ ابن ندیم الفہرست ص ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ وفیات الاعیان ۴۔ ۶۳ ابن حجر المعجم المفہرس' ص ۴۴۔ بروکلمان' تاریخ الادب العربی' ج ۲' ص ۱۵۹۔ (۳۴)۔ میزان الاعتدال' ج ۴' ص ۱۴۱۔ الزجبی' العبر ج ۱' ص ۲۱۵۔ نیز ج ۲ / ص ۵۴ سے ۶۵' ج ۲ ص ۱۲' ۵۴' ۶۲' ۶۵' بروکلمان' تاریخ الادب العربی ج ۳' ص ۴۳۔